AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 1, June 2021, PP: 43-64
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

شریعت اسلامیہ میں قیدیوں کے معاشرتی و معاشی حقوق: جنوبی پنجاب کی جیلوں کا خصوصی جائزہ

Social and Economical Rights of Prisoners in Islamic Sharī'ah: Case Study of the Prisoners of Southern Punjab

Farida Yousuf [1*], Prof. Abdul Qudoos Sohaib [2]
[1] Associate Professor, [2] Chairman
Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 30 April 2021
Revised 05 May 2021
Accepted 30 May 2021
Online 30 June 2021

DOI:

***Keywords**:*
Penitentiary,
Prisoners,
South Punjab,
Social animal,
Pakistani Law.

ABSTRACT

Due to the commitment of any crime elimination of rights and obligations is a common practice from ancient times. The objectives of penitentiary were basically not only to provide security to the community but also reform the behavior of the prisoner. But one can observe that these objectives are not accomplished. So, it is important to take a look in the rights of prisoners. The present article discusses the socio-economic rights of prisoners. Being social animal the right of living in a community cannot be taken from prisoners. Similarly, even being prisoners the obligations to support their families remain their responsibilities. But these rights and responsibilities effect badly due to prison. This research shows the analytical study about the existing socio-economic matters of prisoners. That's why a survey is conducted in 6 South Punjab prisons and a questionnaire was given to prisoners and staff to examine the Pakistani laws and their current position in prisons.

CC BY

قیدیوں کے حقوق عصرِ حاضر کا ایک اہم موضوع ہیں۔ قرآن مجید اور سیرت طیبہ میں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے[1]۔ قرآن وحدیث کی نصوص کی روشنی میں فقہانے احکام الاساریٰ یا احکام السجن کے ضمن میں قید کے اصول وضوابط متعین کیے ہیں۔ پاکستانی قانون میں اسیر ان کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اسلامی اصولوں کی روشنی میں پاکستان پریزن رولز میں درج حقوق کا جائزہ اور پھر جنوبی پنجاب کی جیلوں میں اسلامی اور پاکستانی قانون کے اطلاق کا جائزہ لینا مقصود ہے۔

تقریباً تمام ممالک کے قوانین میں قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی ہدایات ہیں۔ نیز اقوام متحدہ کے قوانین میں بھی اس بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 29 نومبر 1985 کی ریزولیوشن نمبر 43/34 میں مجرموں سے انصاف کرنے اور طاقت کے استعمال کو روکنے کے لیے بنیادی اصول طے کیے گئے۔ ان کا مختصراً اس طرح سے ذکر کیا جا سکتا ہے۔ قیدیوں سے بالضرور عزت، رحم اور خدا ترسی کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔ ان کو ان کے عدالتی معاملات اور موجودہ صورتحال سے مطلع کیا جائے۔ ان کو اپنی رائے عدالتی صاحبان اختیار تک پہنچانے کا حق دیا جائے۔ ان کو بلا معاوضہ قانونی رہنمائی فراہم کی جائے۔ ان کو اپنی پہچان کی حفاظت کا حق ہو۔ ان کو اپنے ساتھ تشدد، دہشت اور انتقام کی کاروائی کے خلاف تحفظ کا حق دیا جائے۔ ان کو اپنے معاملہ اور فیصلہ میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ ان کو مدعی سے معافی لینے کا حق دیا جائے۔ اگر حکومتی معاملہ ہو تو حکومت سے معافی لینے کا حق دیا جائے۔ ان کو معاشرتی مدد لینے کا حق دیا جانا لازم ہے[2]۔

سزا کے طور پر قید کرنے کا مقصد اگرچہ فرد کے ضرر سے معاشرہ کو محفوظ رکھنے کی غرض سے عارضی علیحدگی ہے، تاہم معاشرہ سے یہ جلاوطنی کلی نوعیت کی ہونا؛ نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی قیدی، دیگر اہلِ جیل خانہ جات اور معاشرہ کے حق میں مفید ہے۔ لہٰذا حوالاتی قیدیا سزائے قید تجویز کرنے کے ذمہ داران نے قیدی کی معاشرت کی حدود کا تعین کیا ہے۔ نیز انسانوں کے باہمی مختلف النوع معاملات، تعلقات اور تصرفات کے باعث لازم ہے کہ سزائے قید؛ قیدی کو معاشرتی حقوق وفرائض کے ضمن میں بانجھ نہ بنادے۔ کیونکہ سزا کی تکمیل کے بعد قیدی نے معاشرے میں واپس لوٹنا ہے۔ نیز سزا کے اصلاحی پہلو کا تقاضا یہ ہے کہ قیدی سزا کی تکمیل کے بعد معاشرے کا مفید فرد ثابت ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسیر کو اپنے عزیز واقارب سے ملاقات کی اجازت دی جائے۔

کتب فقہ میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے [3]۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ مجرم کے والدین بچے اور زوج مجرم نہیں۔ مگر قید کی وجہ سے وہ سب بلاوجہ متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی حق تلفی میں کمی کے لیے بھی عزیز واقارب سے ملاقات کی اجازت ہوتی ہے۔ تاہم یہ اجازت بلا قید اس لیے نہیں ہے کہ سزا کا مقصد تلف نہ ہو جائے[4]۔ اس مقصد کے لیے پاکستان کے قانونِ جیل خانہ جات میں اس بات کی سفارش ہے کہ قیدی کو اس کے علاقے کے قریبی جیل میں رکھا جائے تاکہ اس کے عزیز واقارب زیادہ مشکل واخراجات کے بغیر اس سے ملنے آسکیں۔ لیکن پابندی یہ لگائی گئی کہ صرف قریبی لوگ آئیں، نیز زیادہ دیر نہ ٹھہریں تاکہ قیدی قید کو محسوس کرے[5]۔ اس وجہ سے پاکستانی قانون میں فون پر زیادہ دیر گفتگو بھی منع ہے۔ پاکستان کے قانونِ جیل خانہ جات میں قیدی کی ملاقات کے قوانین مذکور ہیں۔ ملاقاتیوں کی فہرست جیل کے ریکارڈ میں ہوتی ہے۔ ملاقات ہر ہفتہ یا پندرہ دن کے بعد ہو سکتی ہے۔ قیدی کے رویے کی بنا پر افسرانِ جیل ملاقات کے وقت میں کمی یا بیشی کا مجاز ہے[6]۔ گجرانوالا کی ایک جیل میں پبلک کال آفس بنایا گیا تاکہ قیدی گھر بات کر سکیں۔

جیلوں میں نظم وضبط کی سختی اور تمام پابندیوں کے باوجود ممنوعات کی ترسیل جاری ہے۔ انسانی حقوق کی رپورٹ میں کہا گیا کہ حکام نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اس سال بھی جیل میں منشیات اور اسلحہ کی دستیابی جاری رہی۔ ملک بھر میں سے جیلوں سے ہزاروں موبائل فون کی برآمدگی کی خبریں بھی ملیں۔ نیز ایک عام شکایت یہ تھی کہ جیل کا عملہ رشوت لے کر قیدیوں کو ممنوعہ چیزیں، موبائل فون، منشیات اور دیگر ناجائز سہولیات فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اس بارے میں اقدامات کئے گئے۔ پی سی او کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ایک پی سی او گوجرانوالہ کی جیل میں تجرباتی طور پر قائم کیا گیا۔ جس میں ایک قیدی کو ہفتہ میں دو مرتبہ زیادہ سے زیادہ پانچ لینڈ نمبروں پر کال کرنے کی اجازت تھی۔ قیدیوں کو یہ سہولت دینے کا مقصد ان کے خفیہ موبائل رکھنے کے رجحان کو روکنا تھا۔ اس کے

علاوہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں موبائل فون کو جام کرنے والا آلہ نصب کیا گیا۔ نیز اس کے علاوہ عملہ کو بھی جیل کے احاطہ میں موبائل استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ تاکہ اسیر ان کے خفیہ موبائل کے ذریعے ہونے والے جرائم اور بدنظمی کو روکا جاسکے[7]۔

ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے قیدیوں کی خواہش تھی کہ ان کی جیل میں بھی یہ انتظام کیا جائے، تاکہ دوسرے شہروں سے آئے ہوئے قیدیوں کی اپنے گھر بات ہوسکے، جن کے لئے ہفتہ وار یا پندرہ دن کے بعد آنا مشکل ہے۔ یہ ایک مناسب تجویز ہے۔ اس سے قیدیوں کے خفیہ طور پر موبائل رکھنے کے رجحان میں بھی کمی ہونے کی توقع ہے۔ لہٰذا اس تجویز سے مثبت نتائج حاصل کرنے کی خاطر اب سینٹرل جیل ملتان میں بھی پبلک کال آفس کا انتظام کر دیا گیا ہے[8]۔ دسمبر 2013 میں پنجاب کی بتیس جیلوں میں قیدیوں اور ان کے لواحقین کے لئے ایک ہیلپ لائن قائم کی گئی ہے تاکہ عملہ کے رویہ کو بہتر بنایا جاسکے[9]۔

جمہور فقہا کے مطابق قیدی کو حصولِ روزگار، اجتماعی عبادات (جمعہ، جنائز، عیدین وغیرہ) کی ادائیگی و دیگر امور کی انجام دہی؛ مثلاً قرض یا شہادت وغیرہ کے لیے باہر نکلنے کی اجازت نہیں[10]۔ ابن عابدین اور بعض دیگر فقہانے باہر نکلنے کی ممانعت میں مریض کی عیادت کو بھی شامل کیا ہے[11]۔ البتہ یہ گنجائش رکھی ہے کہ اگر قیدی کا کوئی قریبی رشتہ دار وفات پا جائے اور اس کی آخری سومات کی ادائیگی کرنے والا کوئی اور نہ ہو تو قیدی کو کسی ذمہ دار فرد کی ضمانت ان فرائض کی ادائیگی تک کے لیے آزاد کیا جائے گا[12]۔ بعض کتب فقہ میں مرحومین کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن کے جنائز میں شمولیت کے لیے بھی آزادی دی جائے گی اگرچہ کوئی اور منتظم موجود ہو[13]۔ اگرچہ اس پر بعض فقہا کا اختلاف ہے تاہم فتویٰ اس پر ہے کہ قریبی اعزہ کے جنائز میں شمولیت کے لیے رہا کیا جائے گا۔

پاکستان پریزن رولز میں بھی جنائز کے لیے پیرول پر رہائی کا قانون موجود ہے۔ بلکہ سندھ کے قانونِ جیل خانہ جات میں قیدی کو اس کے بہن یا بھائی کی شادی میں شرکت کی خاطر بھی پیرول پر رہائی دی جاتی ہے۔

جیل سے عارضی رہائی کے قوانین کے علاوہ جیل کی حدود میں اہلِ خانہ سے ملاقات کے قواعد بھی جیل مینول میں مفصل درج ہیں۔ پی پی آر میں ملاقات کے اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں[14]۔ عدالتی کاروائی کے دوران زیر حراست افراد یا سزا یافتہ قیدی سب کو نجی اور قانونی نوعیت کی خط وکتابت کرنے اور رشتہ داروں اور اپنے وکلاء سے ملاقات کی اجازت ہوتی ہے۔ یہ اجازت سات یا پندرہ دن کے بعد ہوسکتی ہے۔ جیل سپرانٹنڈنٹ بعض اسباب کی بنا پر ملاقات سے عارضی طور پر روک بھی سکتا ہے۔ قیدی کو اپنے جیل سے دوسری جیل میں تبادلے یا دیگر کسی قسم کی اطلاع کو بروقت لواحقین یا رشتہ داروں تک پہنچانے کی اجازت ہے نیز جیل عملہ سے ہونے والی شکایات اعلیٰ حکام تک خط کے ذریعے پہنچاسکتے ہیں۔ معاشرہ کے مختلف اداروں کے نمائندے اپنا مقصد ظاہر کر کے باقاعدہ اجازت سے قیدیوں کے انٹرویو کر سکتے ہیں۔ تاہم یہ انٹرویو مانیٹر کیا جاتا ہے۔ سپرانٹنڈنٹ کسی انٹرویو کو منع بھی کر سکتا ہے۔ خطوط چیک کیے جاتے ہیں۔ البتہ قانون کے مطابق انڈر ٹرائل پریزنر کا اس کے لیگل اڈوائزر کو کوئی خفیہ خط 1979 کے ایکٹ کی رو سے خفیہ رکھا جاسکتا ہے۔ معروف یعنی اچھی شہرت والے لیگل ایڈوائزر سے قیدی کے معاملات کو چیک کرنا جیل انتظامیہ کو تجویز نہیں کیا گیا۔ خطوط کی ترسیل میں بلاوجہ کی تاخیر نہیں کی جائے گی۔ ملاقات کا دورانیہ آدھا گھنٹہ طے کیا گیا ہے۔ ملاقات پر نظر رکھنے کی ہدایت ہے تاکہ کوئی چیز جیل کے اندر یا باہر منتقل نہ کی جاسکے وغیرہ۔ لہٰذا باہر کی دنیا سے ربط وتعلق رکھنے کے لئے قیدی کو اخبارات پڑھنے، ٹی وی دیکھنے، مشروط طور پر (کچھ بیرکوں میں قیدیوں کے احوال کے پیش نظر) ریڈیو کی اجازت ہے۔ یعنی ایسے قیدی جو کہ خطرناک جرائم میں ملوث نہ رہے ہوں یا ایسے قیدی جو کہ جیل میں قیام کے دوران مثبت رویہ رکھتے ہوں، ان کو ریڈیو رکھنے کی اجازت ہوتی ہے[15]۔

جیل میں قیدی کو دوسرے قیدیوں سے ملاقات کی اجازت ہونی چاہئے۔ حضرت یوسفؑ جیل میں دوسرے قیدیوں کو دعوتِ دین دیتے رہے[16]۔ لہٰذا اسلامی اور پاکستانی قوانین میں صراحت ہے کہ قیدِ تنہائی کی سزا محدود وقت کے لئے ہونی چاہئے۔

عصرِ حاضر میں مشرق و مغرب میں بالعموم قیدی بیرک میں اور مشقت کے مقام پر اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ سزائے موت کے قیدی، متشدد یا خطرناک قیدی الگ رکھے جاتے ہیں۔ پی پی آر میں الگ اور اکٹھے رکھنے کے بارے میں وضاحت درج ہے[17]۔ اس میں جرائم کے حوالہ سے قیدیوں کی تقسیم کی گئی ہے۔ مشقت کا دورانیہ یعنی دن بھر قیدی دوسری بیرکوں کے قیدیوں کے ساتھ بھی رابطہ رکھ سکتے ہیں۔ جبکہ باقی وقت میں ایک بیرک کے قیدی اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ آپس میں ربط و تعلق رکھ سکتے ہیں۔ خطرناک قیدیوں کے شر سے دیگر قیدیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے قید تنہائی کی سزا دی جاتی ہے[18]۔ لیکن پی پی آر میں درج ہے کہ یہ سزا محدود مدت کے لیے اور جیل ڈاکٹر کے اس مخصوص قیدی کے معائینے کے بعد یہ سرٹیفکیٹ دینے کے بعد ہو گئی کہ موجودہ حالات میں اس قیدی کے لیے یہ سزا نقصان دہ نہیں لہٰذا جیل ڈاکٹر ہر روز سیل کے قیدی کا معائنہ کرے گا۔ نیز قیدی کی حالت بگڑنے کی صورت میں قیدی تنہائی کا فیصلہ تبدیل کیا جا سکے گا [19]۔ سیل کے قیدیوں کو صبح شام دو گھنٹے چہل قدمی کے لئے سیل سے باہر نکالا جاتا ہے۔ کھانا اور رفع حاجت کا انتظام سیل کے اندر ہوتا ہے[20]۔ جو کہ غیر انسانی ہے۔ سیل میں بند عدالت کے فیصلے کے بعد کیا جاتا ہے۔ اس فیصلے کے خلاف اعلی عدالت میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ اگرچہ اپیل کے فیصلے مہینوں بلکہ سالوں میں ہوتے ہیں۔ اس دوران یہ لوگ قید تنہائی میں رہتے ہیں۔ جبکہ سزائے موت کے تمام سزا یافتگان خطرناک بھی نہیں ہوتے۔ ان میں سے بہت سے افراد سے حادثاتی طور پر جرم سرزد ہوتا ہے۔ بعض سے کسی خاص پس منظر میں جرم واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے مجرم اور خطرناک مجرموں سے مختلف ہوتے کے باجود طویل عرصہ قید تنہائی میں رکھے جاتے ہیں۔ نتیجتاً یہ افراد ذہنی و نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ کئی قیدی مہلک بیماریوں میں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اتفاقاً جرم کر بیٹھنے والے اس ماحول کے باعث مجرمانہ ذہنیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جب ان میں سے کچھ اپیل کے نتیجے میں بری الذمہ ہو کر یا سزائے قید کی مدت پوری کرنے کے بعد رہا ہوتے ہیں تو وہ اپنے گھر، خاندان اور معاشرہ سے نہ صرف عدم موافق ہو چکے ہوتے ہیں، بلکہ ان سب کے لیے شدید مسائل کھڑے کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے افراد اب ارادی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ سب مسائل بلا ضرورت مسلسل سیل میں بند رکھنے کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں جبکہ پاکستان پریزن رولز میں ہے کہ موت کے سزا یافتگان کو؛ اگر وہ ضرر رساں نہ ہوں تو سیل میں سزا کے طور پر رکھنا لازم نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں دن کے وقت جیل کے احاطہ میں رکھا جا سکتا ہے۔ باقی اسیران کی طرح مغرب سے پہلے بیرک یا سیل میں بند کیا جا سکتا ہے اور ان کو باقی مجرموں کے ساتھ کھانے اور مشقت کے دوران رابطہ کی اجازت دی جا سکتی ہے[21]۔ مگر عملاً ایسا نہیں ہوتا۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹوں میں بھی سزائے موت کے قیدیوں کے لیے درج بالا سفارش کی جاتی رہی ہے۔ کمیشن نے ایک اور مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ جیلوں میں سیل ایک قیدی کی رہائش کے خیال کے تحت تعمیر کیے گئے ہیں۔ اور جیل مینول کی رو سے ایک سیل میں ایک قیدی کی رہائش ممکن ہے۔ غیر معمولی حالات میں بھی ایک سیل میں تین تک قیدی رکھے جا سکتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح کہ ہر اسیر کے سونے کی الگ جگہ ہو[22]۔ جبکہ عملاً ایک سیل میں دس افراد بھی بند کر دیے جاتے۔

بیرک میں اگرچہ قیدیوں کے اکٹھے رہنے کو ان کی قید کی تکلیف کم کرنے کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کیا گیا ہے مگر عملاً یہ طرز رہائش منفی نتائج کا حامل ہے۔ مختلف مجرم لمبا عرصہ اکٹھے رہ کر ایک دوسرے کی مزید جرائم کی تربیت کر رہے ہیں۔ نیز ان میں حادثاتی طور پر جرم سرزد ہو جانے والے افراد مجرموں کی صحبت سے پختہ مجرم بن کر جیل سے باہر جا رہے ہیں۔ اس طرح جیلیں اصلاحی اور سزا دینے والے ادارے کے بجائے جرائم کی نرسری کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ لہٰذا اس وقت جیلوں کو صرف قانون کے ماہرین کی بجائے علومِ نفسیات، معاشریات اور اخلاقیات کے ماہریں کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ قیدیوں کے باہمی تعلقات کو بہتر بنایا جائے۔ نیز جیلوں میں جرائم کی نمو کو روکا جائے۔

شریعت کے اہم مقاصد میں ایک حفظ نسل بھی ہے۔ جس میں نسل کی حفاظت، خاندان کا فروغ اور خاندان کی حفاظت شامل ہے۔ شریعت کا اصول بیان کیا جاتا ہے کہ ہر وہ چیز جو مقاصدِ خمسہ کی حفاظت کرے وہ مصلحت سمجھی جائے گی جبکہ ہر وہ چیز جو مقاصدِ خمسہ کو ضائع کرے وہ مفسدہ ہو گی۔ اور شریعت کا مقصد مصالح کو باقی رکھنا اور مفسدات کو ختم کرنا ہے[23]۔ قانونِ جرم و سزا میں سزائے قید سے مقاصدِ خمسہ میں سے حفظِ نسل کے مقصد کا ضیاع لازم آتا ہے۔

کیونکہ طویل عرصہ قید سے ازدواجی زندگی اور اور افزائشِ نسل کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے معاشرے میں شرح طلاق میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ قیدی کے علاوہ اس کا زوج بھی اس نقصان کا شکار ہوتا ہے، جو کہ مجرم بھی نہیں ہے۔ اس سے معاشرے میں صنفی جرائم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ فقہا کی قیدی کے حق زوجیت قائم کرنے کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ جن فقہا کا خیال جرم وسزا کی طرف زیادہ مائل ہے وہ اس حق کی اجازت نہیں دیتے۔ جبکہ دیگر فقہا کی دلیل قیدی کے زوج کی حق تلفی ہے، لہٰذا وہ اس حوالے سے نرم رائے رکھتے ہیں[24]۔ مزید ان کی دلیل یہ ہے کہ قیدی کی اصل سزا آزادی سے محرومی ہے جو کہ اس کو مل رہی ہے۔ عائلی حقوق کی ادائیگی اس لیے بھی جائز ہے کہ جس طرح پیٹ کی بھوک میں اس کو کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شہوت کی بھوک کا علاج کیا جائے۔ ورنہ وہ دیگر اخلاقی جرائم میں ملوث ہو جائے گا۔ نیز اگر زوج عورت ہو اور وہ تنسیخ نکاح کا دعوی کرے تو اس صورت میں اولاد کے لیے کئی دیگر مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس سے پورے خاندان کی تباہی کی بہت سی مثالیں معاشرے میں موجود ہیں۔ لہٰذا فقہا نے مقام کے ساتر ہونے کی شرط کے ساتھ حقِ زوجیت کی ادائیگی کی اجازت دی[25]۔ فقہا نے حضرت عمر کے فیصلے کو بطور استدلال پیش کیا۔ انہوں نے ایک عورت کے اپنے مجاہد شوہر کے ہجر میں کہے گئے اشعار سن کر یہ حکم دیا کہ کوئی فوجی چھ ماہ سے زیادہ گھر سے دور نہ رہے[26]۔ لہٰذا اکثر حنفی، شافعی اور حنبلی فقہا کی رائے اس معاملے میں قیدی کے حق میں ہے[27]۔ جبکہ "المغنی" میں مجرم کی ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کو عدل سے بلانے کی وضاحت بھی ہے[28]۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے ملک بھر کی جیلوں کے تفصیلی معائینے اور قیدیوں کے انٹرویو کے بعد ایک مفصل رپورٹ پیش کی جو کہ کتاب شکل میں شائع ہوئی۔ انہوں نے اس میں جیلوں کے ساتھ ملحقہ فیملی کوارٹر بنانے کی تجویز دی۔ تاکہ تین ماہ بعد شادی شدہ قیدی کو اہل خانہ کے ساتھ ایک ہفتہ رہنے کی اجازت دی جائے[29]۔ مگر اس پر عمل درآمد نہ ہونے پر فیڈرل شریعہ کورٹ نے 2010ء میں اس مسئلہ کا از خود نوٹس لیا۔ کورٹ نے پی پی آر کے رول نمبر (544) میں تبدیلی کی تجویز دی۔ نیز کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس شادی شدہ قیدیوں کے لیے جیلوں سے ملحق کوارٹر میں اہل خانہ کے ساتھ رہائشی ملاقات کے فیصلہ پر سال 2010ء کے آخر تک عمل درآمد کیا جائے[30]۔ تاہم اس عدالتی فیصلے پر سال 2013 تک کوئی عمل نہ ہوا[31]۔ سنٹرل جیل ملتان میں سال 2015 کے آخر تک فیملی کوارٹر تعمیر تو ہو گئے مگر وہ عملہ کے استعمال میں دے دیے گئے۔ اسیران کے خاندان سے ملاقات کے لئے تاحال اس کا افتتاح نہیں کیا گیا[32]۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس سلسلے میں یہ تجویز دی تھی کہ فیملی کوارٹرز کی تعمیر کا کام قیدیوں سے ہی لیا جاسکتا ہے مگر پاکستان میں فیملی کوارٹر کے منصوبہ پر عملدرآمد شروع نہیں ہوا۔ اس منصوبے پر عمل درآمد میں ایک رکاوٹ ممنوعہ اشیا کی ترسیل کا امکان ہے۔ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ مغرب میں جن مقامات پر فیملی وزٹ کا نظام ہے وہاں، قیدی کے اہلِ خانہ کو بھی سٹرپ سرچ سے گزارنے کا قانون ہے جو کہ بجائے خود پیچیدہ اور ناگوار طریقہ ہے۔ لہٰذا اسیران فیملی وزٹ یا پیرول کو ترجیح نہیں دیتے۔ اس وجہ سے فیملی وزٹ یا پیرول سے جو مثبت مقاصد مقصود تھے وہ حاصل نہیں ہوتے۔ اہل خانہ مستقل سزا کا شکار رہتے ہیں نیز رہائی کے بعد قیدی کے معاشرہ میں مطابقت اور بحالی کے مسائل رہتے ہیں۔ جس سے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر مزید جرائم میں مبتلا ہونے کی راہ نکلتی ہے۔ معمولی باتوں پر مرد وخواتین دونوں کی اس نوعیت کی چیکنگ مسائل کا باعث بنتی ہے۔ مغرب کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ بہت سے متاثرین خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی شدید نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ خواتین کی رائے ہے کہ اس طرح کی تلاشیاں زنا کے مترادف ہیں[33]۔ ذیل میں سروے کے ذریعہ حاصل شدہ معلومات کا تجزیہ درج کیا جائے گا۔

1 اسیران کی خاندان سے ملاقات کی سہولت

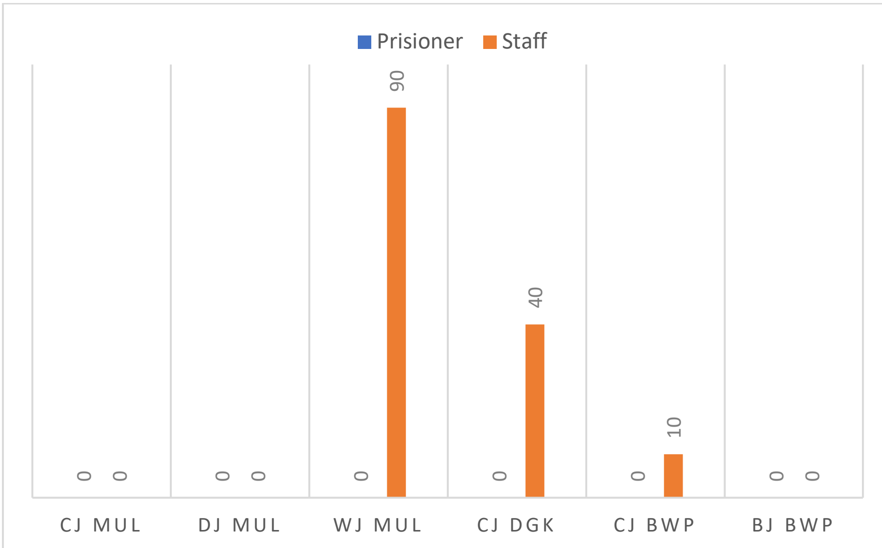

تمام اسیر ان متفق ہیں کہ جیل میں اسیر ان کی خاندان سے علیحدہ ملاقات کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ جبکہ عملہ میں سے 23.3 فیصد عملہ کا جواب مثبت ہے۔ اس حوالے سے زنانہ جیل ملتان کے 90 فیصد عملہ نے اس سوال کا مثبت جواب دے دیا ہے۔ اور سینٹرل جیل ڈی-جی-خان کے عملہ کا جواب 40 فیصد اور سینٹرل جیل بہاولپور کے عملہ کا جواب 10 فیصد ہے۔ جبکہ تاحال فیملی کوارٹرز میں اسیر ان کی ملاقات کا سلسلہ شروع نہیں ہوا ہے۔ اس حوالے سے یہ احتمال رکھا جاسکتا ہے کہ عملہ نے اس سوال کو درست طریقے سے نہیں سمجھا ہے۔

2 بیرونی دنیا سے رابطہ (ا) اخبار

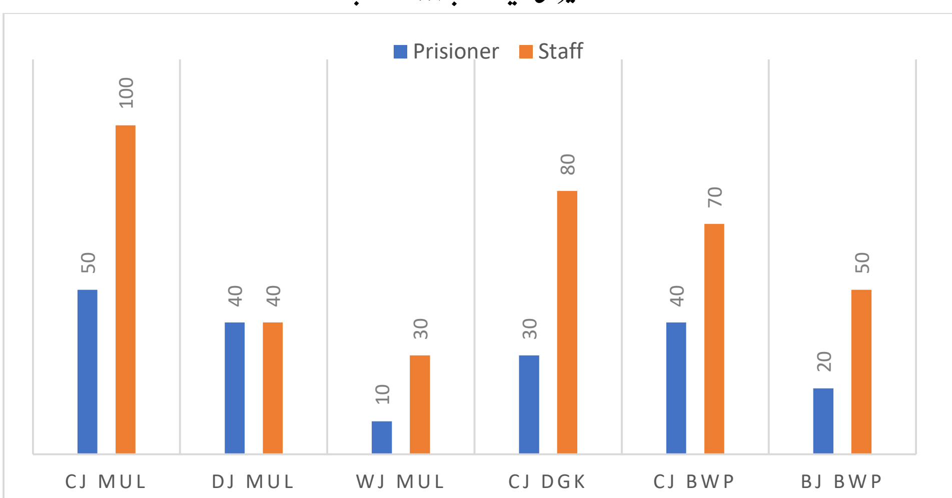

19 فیصد اسیر ان کی رائے میں اسیر ان کو بیرونی دنیا سے ربط و تعلق کے لئے اخبار کی سہولت میسر ہے۔ جبکہ عملہ میں سے یہ رائے 61.7 فیصد عملہ کی ہے۔ اسیر ان میں سے اخبار کی سہولت میسر ہونے کے بارے میں سب سے زیادہ مثبت اظہار رائے سینٹرل جیل ملتان کا ہے۔ اس جیل کے نصف اسیر ان کا جواب مثبت اور نصف کا جواب منفی ہے۔ جبکہ سب کم تعداد میں مثبت اظہار رائے زنانہ جیل ملتان کا ہے۔ اس جیل کے صرف 10 فیصد اسیر ان نے اس سوال کا جواب مثبت دیا۔

عملہ میں سے سینٹرل جیل ملتان کے زیادہ تر عملہ نے مثبت جواب دیا۔ اس جیل کے تمام تر عملہ نے اخبار مہیا کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ زنانہ جیل ملتان کے صرف 30 فیصد عملہ نے اخبار مہیا کرنے کے بارے میں بتایا۔

جیل میں اسیران کو اخبار کی فراہمی کے بارے میں جیل کے عملہ کی رائے اسیران کی رائے سے دوگنا ہے۔

(ب) رسائل

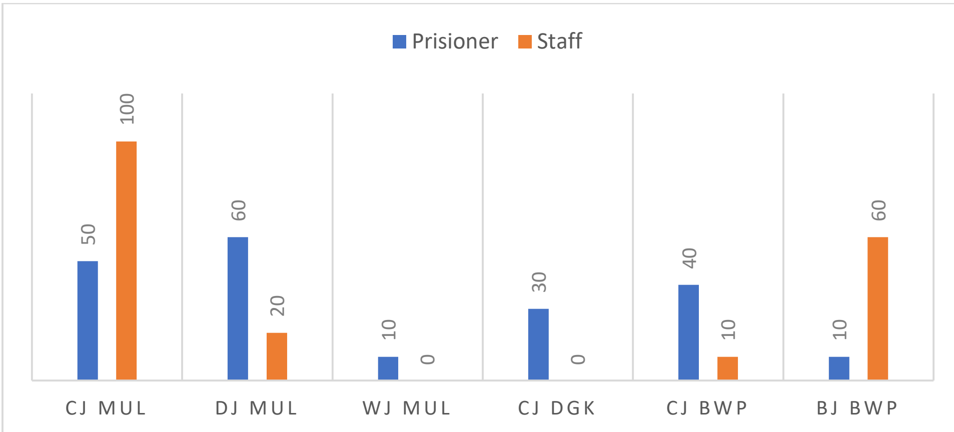

33.3 فیصد اسیران نے بتایا کہ جیل میں مطالعہ و تفریح کی غرض سے رسائل میسر ہیں۔ جبکہ عملہ میں سے یہ رائے 31.7 فیصد ہے۔ جیل میں مطالعہ کی غرض سے اسیران کو رسائل کی فراہمی کے حوالے سے اسیران میں سے سب سے زیادہ اتفاق رائے ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اسیران کا ہے۔ جبکہ سب سے کم اتفاق رائے زنانہ جیل ملتان اور بورسٹل جیل کا ہے۔ ہر دو جیل کے صرف 10 فیصد اسیران نے اس حوالے سے مثبت رائے دی ہے۔ عملہ میں سے سینٹرل جیل ملتان کا تمام عملہ اس بات سے اتفاق کرتا ہے، تاہم اس حوالے سے سب سے کم اتفاق رائے زنانہ جیل ملتان اور سینٹرل جیل ڈی جی خان کا ہے۔ ہر دو جیل کے تمام عملہ نے رسائل کی فراہمی سے انکار کیا ہے۔ تاہم اس حوالے سے اسیران اور جیل کے عملہ کی رائے میں مطابقت ہے۔

(ج) ٹی وی

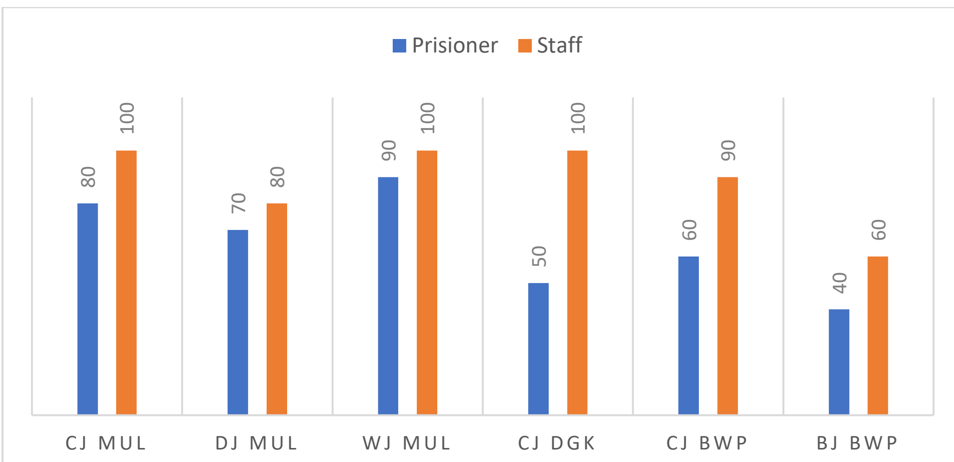

65 فیصد اسیران نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ان کو جیل میں تفریح کی غرض سے ٹیلیویژن کی سہولت میسر ہے۔ جب کہ پولیس عملہ میں سے 88.3 فیصد نے یہ رائے اختیار کی۔ٹی وی کی سہولت کی موجودگی کا اسیران میں سے سب سے زیادہ اعتراف زنانہ جیل کے اسیران نے کیا۔ جنکی تعداد 90 فیصد ہے جبکہ اس سے سب سے زیادہ اختلاف بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیران نے کیا۔ ان میں سے صرف 40 فیصد نے ٹی وی کی موجودگی کے بارے میں بتایا۔ جبکہ عملہ میں سے زنانہ جیل ملتان اور سینٹرل جیل ڈی-جی-خان کے تمام عملہ نے ٹی وی فراہم کئے جانے کے بارے میں بتایا۔ جبکہ بورسٹل جیل کے 40 فیصد عملہ نے یہ اعتراف کیا کہ اسیران کے لئے ٹی وی موجود نہیں ہیں۔

اسیران اور عملہ کے جوابات میں تضاد کی ایک وجہ یہ معلوم ہوئی کہ کئی بیرکس میں ٹی وی خراب تھے جن کی مرمت نہیں کروائی جاتی۔

(د) ریڈیو

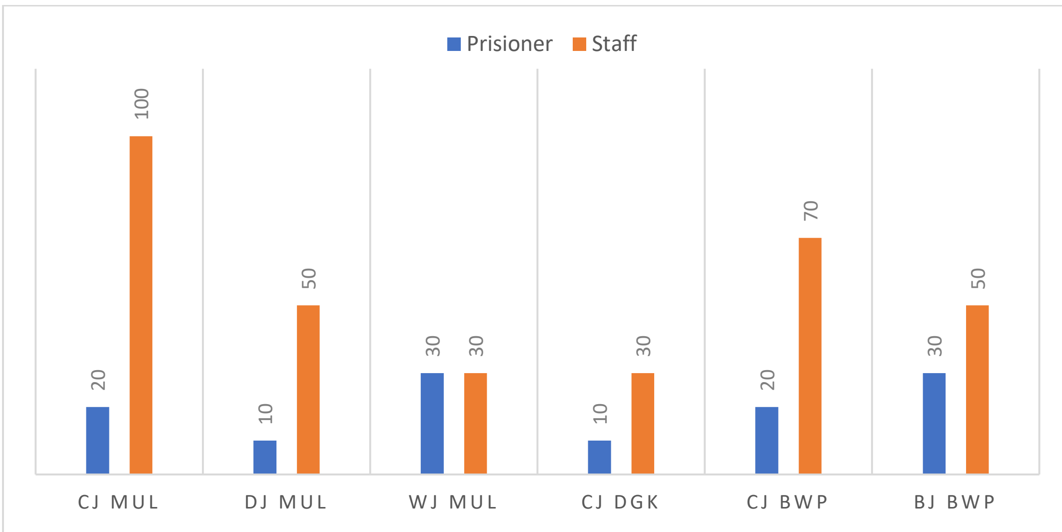

20 فیصد اسیران نے بتایا کہ ان کے پاس تفریح کے لئے ریڈیو موجود ہیں۔ جبکہ 55 فیصد عملہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ اسیران کے پاس ریڈیو موجود ہوتا ہے۔ زنانہ جیل کے 30 فیصد اسیران جبکہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور سینٹرل جیل ڈی جی خان کے صرف 10 فیصد اسیران نے بھی یہی رائے دی۔ تاہم عملہ میں سے سینٹرل جیل ملتان کے تمام عملہ نے اسیران کے ریڈیو کی سہولت سے مستفید ہونے کے بارے میں بتایا۔ جبکہ سب سے زنانہ جیل ملتان اور سینٹرل جیل ڈی-جی-خان جیلوں کے 30 فیصد عملہ نے اسیران کے پاس ریڈیو ہونے کا دعویٰ کیا۔

ریڈیو کی فراہمی کے حوالے سے عملہ اور اسیران کے جوابات میں تضاد کے باعث اس حوالے سے خصوصی معلومات حاصل کی گئیں تو یہ بتایا گیا کہ اسیران کو ریڈیو رکھنے کے لیے خصوصی اجازت حاصل ہوتی ہے جو کہ کسی اسیر کے سابقہ ریکارڈ اور ماحول کو پیش نظر رکھ کر دی جاتی ہے۔ نیز سروے سے معلوم ہوا کہ باورچی خانہ کی مشقت کرنے والے اسیران کو یہ اجازت عموماً دے دی جاتی ہے۔

(ہ) خط کتابت

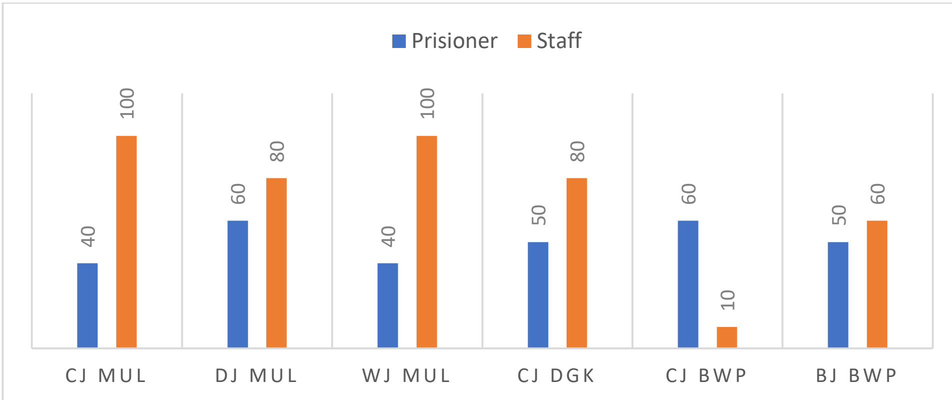

50فیصد اسیران نے بتایا کہ وہ ازادانہ طور پر بیرونی دنیا سے ربط تعلق سے خط کتابت کی سہولت استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ عملہ میں سے یہ رائے 71.7 فیصد تھی۔اس حوالے سے سب سے زیادہ مثبت رائے ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور بورسٹل جیل بہاولپور کی رہی۔ان دونوں جیلوں کے نصف اسیران نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ جبکہ سب سے کم مثبت سینٹرل جیل ملتان اور زنانہ جی ملتان کی رہی۔ان دونوں جیلوں کے 40فیصد اسیران نے یہ رائے ظاہر کی۔ عملہ میں سے سب سے مثبت رائے سینٹرل جیل ملتان اور زنانہ جیل ملتان کی تھی۔ان دونوں جیلوں کے تمام عملہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ جبکہ سب سے کم مثبت رائے بہاولپور جیل کے عملہ کی تھی۔اس جیل کے صرف 10فیصد عملہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

3 اسیران کا باہمی رویہ

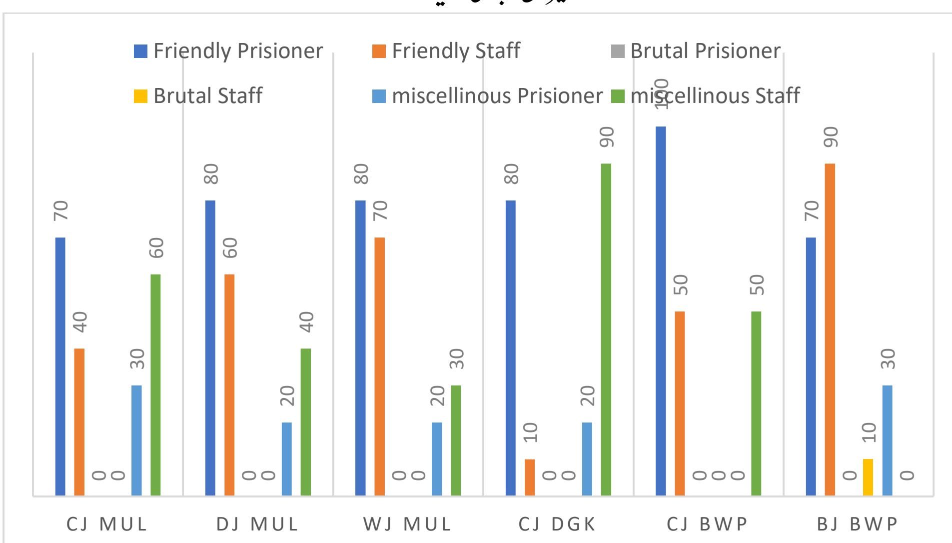

80فیصد اسیر ان نے بتایا کہ اسیر ان کا آپس میں رویہ دوستانہ ہوتا ہے۔ جبکہ عملہ میں سے یہ رائے 53.3 فیصد نے اختیار کی۔ کسی اسیر نے اسیر ان کے آپس کے روئے کو ظالمانہ یا تحکمانہ تسلیم نہیں کیا۔ جبکہ 1.7 فیصد عملہ نے بتایا کہ اسیر ان کا آپس میں رویہ تحکمانہ ہوتا ہے۔20 فیصد اسیر ان نے اسیر ان کے آپس کے روئے کے بارے میں بتایا کہ ان کا رویہ ملا جلا ہوتا ہے۔ جبکہ 45 فیصد عملہ نے ملے جلے روئے کے بارے میں بتایا۔

دوستانہ روئے کا سب سے زیادہ اظہار اسیر ان میں سے سینٹرل جیل بہاولپور میں معلوم ہوا۔ اس جیل کے تمام اسیر ان نے یہی رائے دی۔ جبکہ اس رائے سے سب سے کم اتفاق سینٹرل جیل ملتان کے اسیر ان نے کیا۔ اس جیل کے 70 فیصد اسیر ان نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ جبکہ عملہ میں سے سب سے زیادہ بورسٹل جیل کے عملہ نے دوستانہ روئے کے بارے میں رائے دی۔ اس جیل کے 90 فیصد عملہ نے یہ رائے دی۔ جبکہ سینٹرل جیل ڈی-جی-خان کے صرف 10 فیصد عملہ نے دوستانہ روئے کے بارے میں بتایا۔ صرف بورسٹل جیل کے عملہ میں سے 1.7 فیصد نے یہ رائے دی کہ اسیر ان کا آپس میں رویہ تحکمانہ یا ظالمانہ ہوتا ہے۔ باقی تمام جیلوں کے عملہ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ اسیر ان کا رویہ ملا جلا ہونے کا سب سے زیادہ اظہار سینٹرل جیل ملتان اور بورسٹل جیل بہاولپور کا ہے۔ ہر دو جیل کے 30 فیصد اسیر ان نے یہ رائے ظاہر کی۔ جبکہ اس سلسلے میں سب سے زیادہ اختلافی رائے سینٹرل جیل بہاولپور کی تھی۔ اس جیل کے تمام اسیر ان نے اس رائے کی نفی کی۔ جبکہ عملہ میں سے سب سے زیادہ تناسب سینٹرل جیل ڈی-جی-خان کا ہے۔ اس جیل کے 90 فیصد عملہ نے یہ رائے ظاہر کی۔ جبکہ سب سے کم تناسب بورسٹل جیل بہاولپور کا رہا۔ اس جیل کے تمام عملہ نے اس رائے سے انکار کیا۔

4 اسیر ان کی روزمرہ کی ضروریات

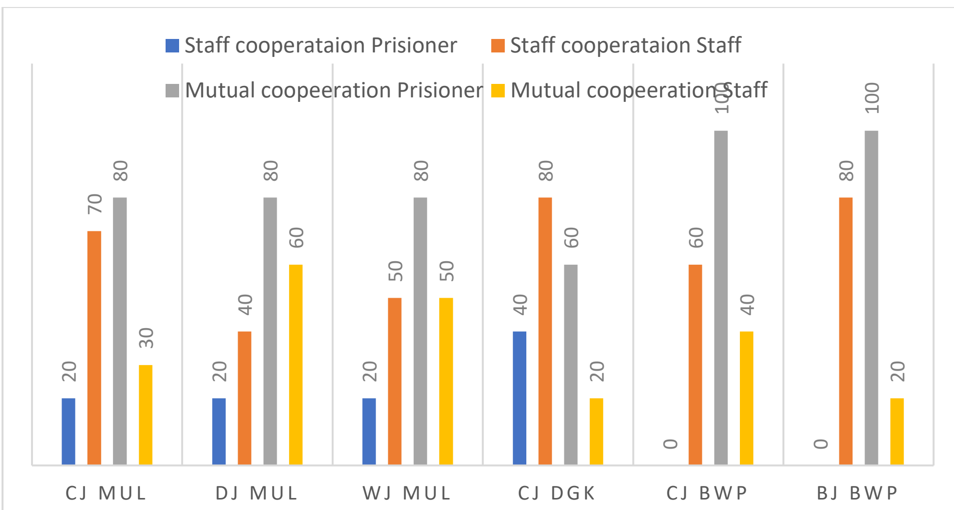

16.7 فیصد اسیر ان نے بتایا کہ جن اسیر ان کے ملاقاتی نہیں آتے ان کی ضروریات عملہ کے تعاون سے پوری ہوتی ہیں جبکہ 63.3 فیصد عملہ نے عملہ کے تعاون کے حق میں رائے دی۔

عملہ کے تعاون کے بارے میں سینٹرل جیل بہاولپور اور بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیر ان نے زیادہ منفی رائے ظاہر کی۔ تمام جیلوں میں سے سب سے زیادہ مثبت رائے سینٹرل جیل ڈی جی خان کے اسیر ان کی تھی۔ تاہم ان میں سے بھی یہ رائے صرف 40 فیصد اسیر ان کی تھی۔ جبکہ عملہ میں سے عملہ کے تعاون کے بارے میں سب سے زیادہ رائے سینٹرل جیل ڈی جی خان اور بورسٹل جیل بہاولپور کے عملہ نے ظاہر کی۔ جب کہ سب سے کم مثبت رائے سینٹرل جیل ڈی جی خان کے عملہ نے ظاہر کی۔ مگر یہ زیادہ تر رائے بھی اس جیل کے صرف 40 فیصد عملہ کی تھی۔

5 نوعمر اور بچہ قیدیوں کے لئے انتظامات

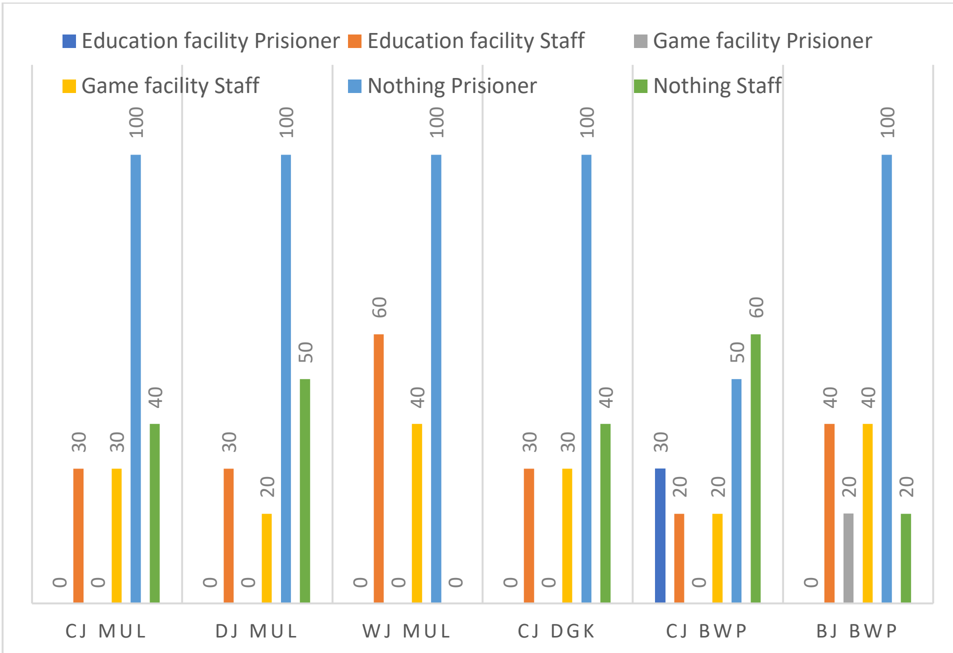

5 فیصد اسیر ان کا خیال ہے کہ جیل میں نو عمر اور بچہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام ہے۔ جبکہ اس بات کا اظہار 35 فیصد عملہ نے کیا۔ 3.3 فیصد اسیر ان نے بتایا کہ جیل میں نو عمر قیدیوں اور بچہ قیدیوں کے لئے کھیل کی سہولیات میسر ہیں جبکہ اس بات کو 30 فیصد عملہ نے بیان کیا۔ 91.7 فیصد اسیر ان نے یہ موقف اختیار کیا کہ جیل میں نو عمر اور بچہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت اور جسمانی صحت کے حوالے سے کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ جبکہ عملہ میں سے اس بات سے صرف 35 فیصد نے اتفاق کیا۔ تعلیم و تربیت کے خاص انتظام کے سلسلے میں سینٹرل جیل بہاولپور کے 30 فیصد اسیر ان نے مثبت رائے کا اظہار کیا ۔ تاہم باقی تمام جیلوں کے تمام اسیر ان نے اس رائے کو تسلیم نہیں کیا۔ جبکہ عملہ میں سے زنانہ جیل ملتان کے عملہ کی رائے اس سلسلے میں سب سے زیادہ تعداد میں موصول ہوئی۔ اس جیل کے 60 فیصد عملہ نے اس سلسلے میں مثبت رائے ظاہر کی۔ جبکہ سب سے کم اتفاق رائے سینٹرل جیل ڈی جی خان کے عملہ نے کیا۔ اس جیل کے صرف 20 فیصد عملہ نے اس حوالے سے مثبت رائے ظاہر کی۔ صرف بورسٹل جیل بہاولپور کے 20 فیصد اسیر ان نے اس بات سے اتفاق کیا کہ جیل میں نو عمر یا بچہ قیدی کے لئے کھیل کی سہولیات کا انتظام ہے۔ باقی تمام جیلوں کے تمام اسیر ان نے اس بات سے انکار کیا۔ اس رائے سے عملہ میں سے سب سے زیادہ اتفاق زنانہ جیل ملتان نے کیا۔ اس جیل کے 40 فیصد اسیر ان نے یہی رائے دی۔ جب کہ سب سے زیادہ اختلاف ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور سینٹرل جیل بہاولپور کے اسیر ان نے کی جن کی تعداد 20 فیصد رہی۔ جیل میں نو عمر اور بچہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت یا کھیل کے حوالے سے کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ اس رائے سے اختلاف صرف سینٹرل جیل بہاولپور کے نصف اسیر ان نے کیا۔ جبکہ باقی تمام اسیر ان نے اس موقف سے اتفاق کیا۔ جبکہ عملہ میں سے اس رائے کو زنانہ جیل ملتان کے عملہ نے مکمل طور پر مسترد کیا۔ جبکہ اس رائے کی سب سے زیادہ تائید سینٹرل جیل بہاولپور کے عملہ نے کی۔ اس جیل کے 60 فیصد عملہ نے یہ رائے دی۔

6 ماؤں کی وجہ سے بند بچوں کے لئے انتظامات

(ا) طبی

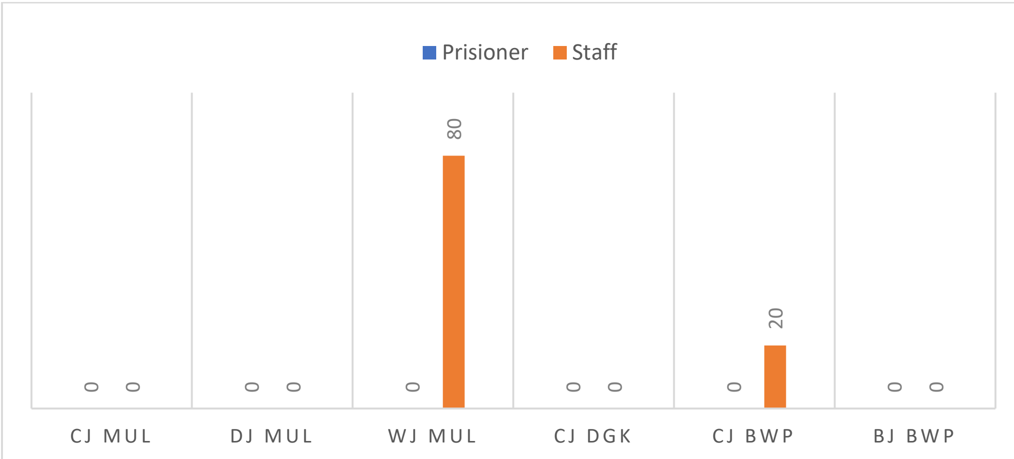

ماوں کے ساتھ بچے مستقل طور پر زنانہ جیل ملتان میں بند ہیں۔ اس کے علاوہ سینٹرل جیل بہاولپور کے زنانہ وارڈ میں عارضی طور پر کچھ بچے آجاتے ہیں۔ نیز سینٹرل جیل ڈی۔جی۔خان کے زنانہ وارڈ میں بھی عارضی طور پر کوئی بچہ آجاتا ہے۔ تاہم کوشش یہ کی جاتی ہے کہ بچہ رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے۔ شیر خوار بچہ ماں کے ساتھ رکھ لیا جاتا ہے۔ مگر اس سے بڑے بچہ کا اگر کوئی اور انتظام ہو سکتا ہو تو اس انتظام کو ترجیح دی جاتی ہے۔ نیز چونکہ اس دونوں جیلوں کے زنانہ وارڈ میں کیونکہ صرف انڈر ٹرائل خواتین ہی ہوتی ہیں اس لئے ان جیلوں میں کوئی خاس انتظامات نہیں ہیں۔

تاہم زنانہ جیل ملتان اور سینٹرل جیل بہاولپور کے زنانہ وارڈ کے اسیر ان کی رائے میں کوئی خاص طبی انتظامات نہیں ہیں۔ جبکہ زنانہ جیل ملتان کے 80 فیصد عملہ نے طبی انتظامات ہونے کے بارے میں بتایا ہے۔ نیز سینٹرل جیل بہاولپور کے 20 فیصد عملہ نے بھی اس کے حق میں رائے دی ہے۔

(ب) تعلیمی

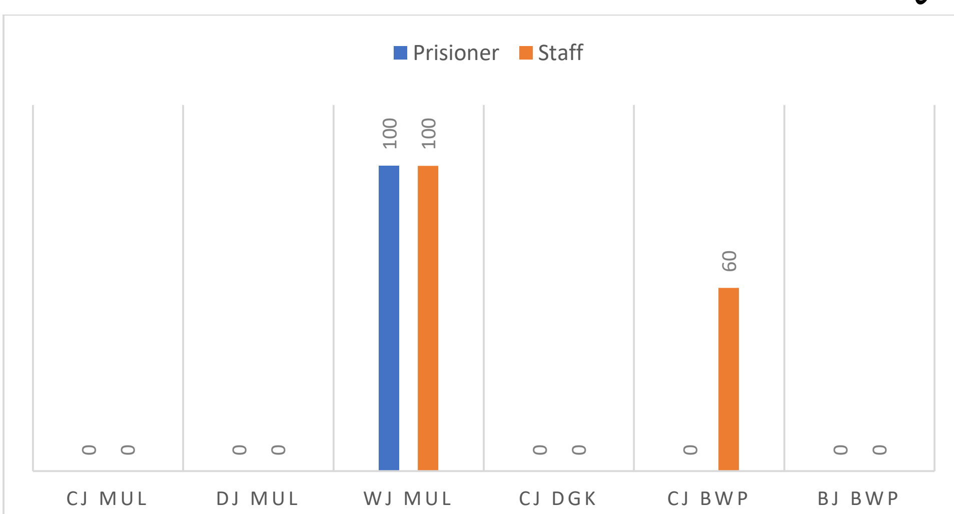

زنانہ جیل ملتان کے تمام اسیر ان اور عملہ ماؤں کی وجہ سے اسیر بچوں کے لئے تعلیم سہولتوں سے متفق ہیں۔ جبکہ سینٹل جیل بہاولپور کے تمام اسیر ان اس رائے سے متفق نہیں۔ تاہم اس جیل کے عملہ میں سے بھی 40 فیصد نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا۔

(ج) صحت وصفائی سے متعلق سہولیات

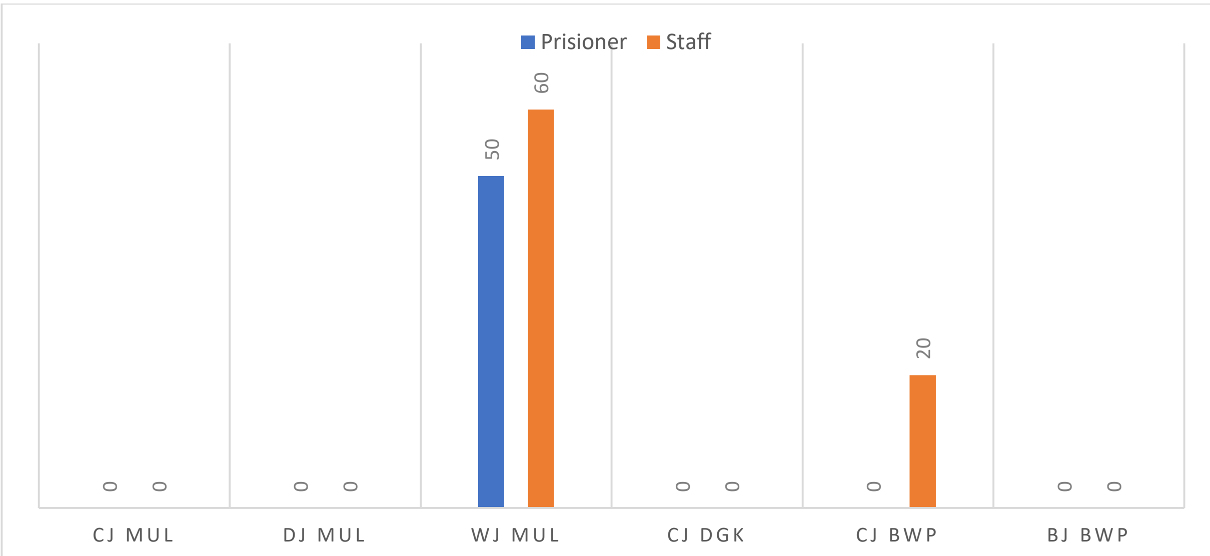

زنانہ جیل ملتان کے نصف اسیر ان بچوں کے لئے صحت وصفائی سے متعلق اقدامات سے مطمئن ہیں۔ جب کہ اس جیل کے عملہ ممبر ان کی رائے اس حوالے سے 60 فیصد ہے۔ تاہم سینٹرل جیل کے اسیر ان میں سے کوئی بھی ان سہولیات سے مطمئن نہیں ہے۔ تاہم اس موقف کی تائید میں اس جیل کے سٹاف کی رائے بھی صرف 20 فیصد ہے۔

7 اسیر ان کے تفریحی اوقات

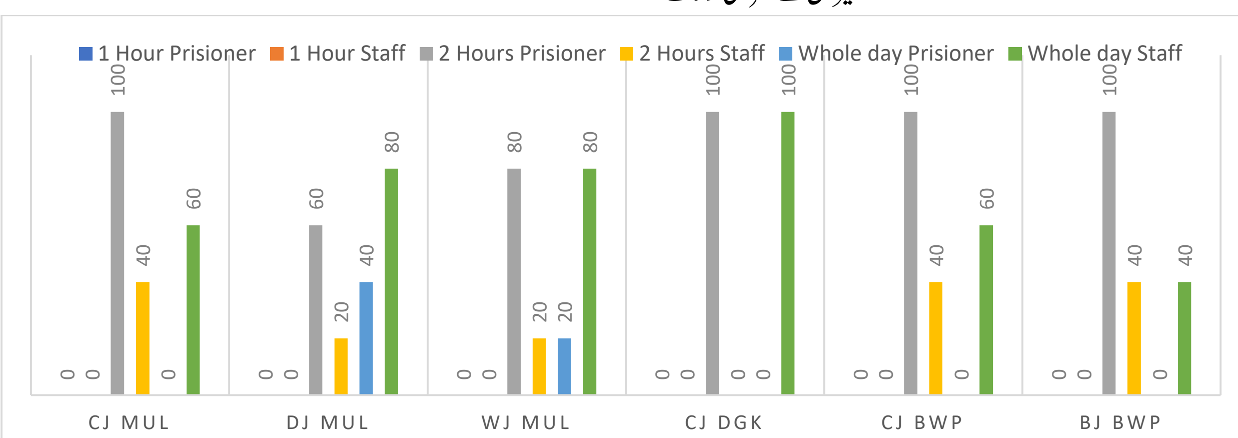

تمام اسیر ان اور عملہ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ اسیر ان کو کھیل کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت دیا جاتا ہے۔ دو گھنٹہ کا وقت دینے کے حوالے سے اسیر ان کی رائے 90 فیصد ہے جبکہ 26.7 فیصد عملہ نے دو گھنٹے کے بارے میں رائے دی ہے۔ سارا دن فارغ اوقات میں تفریح یا کھیل کے مواقع ہونے کے حوالے سے اسیر ان کی رائے 10 فیصد جبکہ عملہ کی رائے 26.7 فیصد ہے۔

سینٹرل جیل ملتان، ڈی جی خان اور بہاولپور اور بورسٹل جیل کے تمام اسیر ان نے دو گھنٹے کے حق میں رائے دی ہے۔ جبکہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے 60 فیصد اور زنانہ جیل ملتان کے 80 فیصد اسیر ان کی یہی رائے ہے۔ جبکہ عملہ میں سے دو گھنٹے کے وقت کی مخالفت سب سے زیادہ سینٹرل جیل ڈی-جی-خان نے کی ہے جبکہ اس حوالے سے باقی جیلوں کے 40 فیصد عملہ کا بھی یہی جواب رہا۔

سارا دن فارغ ہونے کے حوالے سے ڈسٹرکٹ جیل ملتان نے 40 فیصد جبکہ زنانہ جیل ملتان نے 20 فیصد رائے دی۔ باقی جیلوں کی رائے مکمل طور پر اس کے برعکس ہے۔ عملہ میں سے اس دورانیے سے مکمل اتفاق سینٹرل جیل ڈی جی خان جیل کے عملہ نے کیا جبکہ سینٹرل جیل ملتان، بہاولپور اور بورسٹل جیل کے 60 فیصد عملہ کی بھی یہی رائے رہی۔ عملہ کی رائے میں سارا دن سے مراد یہ ہے کہ تمام اسیر لاکپ کھلنے سے لاکپ بند ہونے تک سارا دن جیل احاطے میں آزاد ہوتے ہیں۔ اس دوران حوالاتی سارا دن اپنی مرضی کی مصروفیات اختیار کرنے میں آزاد ہیں جبکہ قید بامشقت کے اسیر اپنی ذمہ مشقت کی ادائیگی کے بعد اپنی مرضی کی مصرفیت اختیار کر سکتے ہیں نیز لاکپ بند ہونے کے بعد اسیر In Door games کھیلنے کے لئے بھی آزاد ہیں۔

قیدیوں کے معاشی حقوق وذمہ داری

معاش کسی بھی انسان اور معاشرے کے لیے بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔ قرآن و حدیث نے معاش کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی ہے۔ قرآن کے بتایا کہ دن معاشی سرگرمی کے حصول کے لیے بنایا[34]۔ انسان کے لیے حاصل کو سعی و عمل پر موقوف رکھا[35]۔ قرآن کی طویل ترین آیت (آیت مداینت) معاشی امور سے متعلق ہے سورہ البقرۃ کی ایت نمبر 282، 283، کے علاوہ سورہ االنسا کی آیت نمبر 11، 12، تقسیم وراثت سے متعقل ہیں پھر سورہ المائدہ کی آیت نمبر 105-108 مالی معاملات سے متعلق ہیں یہ قرآن مجید کی طویل آیات ہیں اس کے علاوہ انفاق پر بہت ساری آیات ہیں۔ حدیث مبارکہ میں کسب حلال کو فرض (نماز) کے بعد دوسرا فرض قرار دیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام ایک بڑی تعداد میں انسانوں کو بے عملی کی حالت میں بند کر کے بٹھادے۔ اسی وجہ سے فقہا نے قیدی کی معاشی سرگرمی کو معطل کرنے کی بات نہیں کی۔

عصر حاضر میں جیلیں ملکی معیشت کے لیے ایک بڑا بوجھ ہیں۔ ایک بڑی تعداد میں خود اپنا معاشی بندوبست کرنے والے افراد کی معاشی ذمہ داری حکومت پر آجاتی ہے۔ مزید ان کے اہل خانہ کے لیے بھی معاشی مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیلوں میں ایک طبقہ کی قید بامشقت ہوتی ہے جبکہ کئی طبقات مثلاً ملزم، بڑی عمر کے افراد، بچے اور بعض خواتین کے ذمہ مشقت نہیں ہوتی۔ جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں محبوسین حکومت پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اگرچہ ماضی میں جیلوں کے ساتھ کئی قسم کی فیکٹریاں ملحق ہوتی تھیں۔ مگر فی زمانہ سوائے جیلوں کی صفائی، کچن کی ذمہ داری اور بعض جیلوں میں قیدیوں اور سٹاف کی یونیفارم تیار کرنے کے کوئی پیداواری مصروفیت نہیں ہے۔ مزید یہ کہ سوائے قلیل وقت تعلیم کی مصروفیت کے کثیر وقت کی ذہنی فراغت قیدیوں کی منفی سرگرمیوں کی طرف راغب کرتی ہے۔ فقہا قیدی کی معاشی سرگرمی کے حوالے سے مختلف الرائے ہیں۔ بعض فقہا کا کہنا ہے کہ قیدی کو معاشی سرگرمی نہ دی جائے۔ کیونکہ قید کا مقصد اس کو بے آرام رکھنا ہے۔ جبکہ معاشی سرگرمی اس کی دلچسپی کا باعث بنے گی۔ لہٰذا ایسا نہ کیا جائے[36]۔ جبکہ تعلیم یا ہنر سکھایا جائے تاکہ اس دوران بھی منفی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہو اور رہائی کے بعد بھی کوئی روزگار فراہم کر سکے۔ کیونکہ طویل عرصہ کی بے کاری انسان کی قوتِ کار کو مفلوج کر دیتی ہے۔ جبکہ دیگر فقہا کی دلیل یہ ہے کہ قیدی کے اہل خانہ اس کی معاشی ذمہ داری ہیں، لہٰذا اس کو کام میں مصروف کیا جائے تاکہ ان کے لیے معاش فراہم کر سکے[37]۔ غزوہ بدر میں تعلیم یافتہ مشرک قیدیوں کا فدیہ دس دس بچوں کو کتابت سکھانا تھا۔ گویا انہوں نے اپنا فدیہ معاشی سرگرمی کے نتیجے میں ادا کیا[38]۔

بعض کتب فقہ میں قیدی کو معاشی سرگرمی سے روکنے کی ہدایت ہے تو وہاں وضاحت ہے کہ یہ مالدار ٹال مٹول کرنے والے کے بارے میں ہے جو کہ وسائل ہونے کے باوجود اپنے ذمہ قرض ادانہ کرے۔ایک رائے یہ ہے کہ قیدی کے اکتساب کا معاملہ قاضی کے اختیار پر موقوف رکھا جائے[39]۔

قیدی کی معاشی سرگرمی کی اجرت اس کو دیے جانے کے بارے میں مختلف صورتحال ہے۔ جنوبی پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کو مشقت کے عوض سزا میں کمی ملتی ہے۔ اجرت نہیں دی جاتی۔ یا کہیں اگر اجرت ہو تو وہ انتہائی قلیل ہوتی ہے۔اس ضمن میں فقہا کی بھی دو رائیں ہیں۔ایک گروہ کام کرانے کے حق میں ہے مگر اجرت دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کام کو مجرم کی اصلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا تجویز کرتے ہیں کہ کام مجرم کی صلاحیت کے حساب سے ہو[40]۔ مزید یہ کہ کام پیداواری نوعیت کا ہو۔ نیز مثبت سوچ کے تحت، ذمہ کیا جائے، تذلیل کے ارادے سے نہ دیا جائے۔ بلکہ فقہانے تو قیدی کی اجرت دیے جانے کے بعد اس کے تصرف کے اختیار پر بھی پابندی نہیں لگائی۔ نیز اجرت کے علاوہ اپنے دیگر مالی معاملات؛ مثلاً بیع وشراء، ھبہ، صدقہ وغیرہ میں تصرف کی بھی اجازت دیتے ہیں[41]۔ تاہم بعض صورتوں میں پابندی بھی لگائی ہے۔ مثلاً اگر قیدی مقروض ہے تو مال میں تصرف کرنے سے پہلے قرض ادا کرے۔ یا اگر مرض الموت میں ہے تو وصیت یا ھبہ وغیرہ شرعی حدود کے اندر رہ کر کرے[42]۔ تاکہ شرعی وارثوں کو نقصان نہ پہنچایا جاسکے۔

پاکستان پریزن رولز کے مطابق اسیر ان کے محض چیک جاری کرنے پر بھی کئی پابندیاں تھیں۔کوئی قیدی فی ہفتہ صرف پانچ ہزار روپے کا چیک اہلخانہ کو خرچہ کے لئے دے سکتا تھا۔ اس میں درج ہے کہ چیک پر قیدی کے دستخط کی تصدیق سپرانٹینڈینٹ نے کرنی ہے۔اور اگر اس سے زیادہ رقم درکار ہو تو اہلِ خانہ کو DCO سے اجازت لینا ہوگی۔ دورانِ قید کاروباری مقاصد کے لئے کوئی چیک جاری کرنے کی اجازت نہیں اور چیک بک بھی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی تحویل میں ہو گی[43]۔اس صورت حال کا فیڈرل شریعہ کورٹ نے از خود نوٹس لیا اور اس کی متعلقہ دفعات اے، سی اور ڈی کو خلاف اسلام قرار دیا۔ جسٹس افضل حیدر کی سربراہی میں بنچ نے یہ فیصلہ دیا کہ ایسی تمام صورتوں میں چیک جاری کرنے کے معاملہ میں کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی جہاں پر جھگڑے یا قید کی وجہ مال نہ ہو[44]۔ شریعت کی رو سے قیدی اپنے عزیز و اقارب پر مال خرچ کر سکتا ہے۔اور فقہاؑ کے نزدیک اس کو ان ضروری نفقات سے روکنا ناجائز ہے۔اس کو نفقہ، ھبہ وغیرہ تصرفاتِ شریعہ سے نہیں روکا جائے گا۔ لیکن اگر قیدی قرض یا دیگر ضروری ادائیگیاں نہ کرے تو فقہا اس کے دیگر تصرفات پر پابندی لگا کر اس پہلے ان ادائیگیوں پر مجبور کرنے کی رائے رکھتے ہیں[45]۔ قیدی اگر مفلس ہے یا کسی وجہ سے نفقہ وغیرہ کی ادائیگی نہیں کر سکتا تو اسے ادائیگی کے لئے عام حالات کی طرح مجبور نہیں کیا جاسکتا یا دیگر معاملات مثلاً خلع وغیرہ کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ کیونکہ قیدی کے اعزہ کی یہ حق تلفی اس کی رضا سے نہیں ہے[46]۔ مگر اس عدالتی فیصلے کے باوجود قیدی کے اپنے مال میں تصرف پر نیز چیک پر سائن کرنے سے متعلق پاکستان پریزن رولز کی عائد کردہ پابندیاں تاحال جاری ہیں[47]۔

جنوبی پنجاب کی جیلوں میں موجودہ صورتحال کے مطابق صرف وہی قیدی کام کرتے ہیں جن کی سزا قید بامشقت کی تجویز کی گئی ہو۔ مشقت میں جیل کی صفائی ستھرائی، باغبانی، کھانا تیار کرنے کے امور، بعض جگہوں پر افسران کے گھروں میں بعض امور کی انجام دہی، بہتر کلاس کے قیدیوں یا سیاسی قیدیوں کی خدمت اور بنیادی تعلیم دینے کے کام شامل ہیں۔

8 مصروفیات (معاشی سرگرمی اختیار کرنے) سے متعلق تجاویز

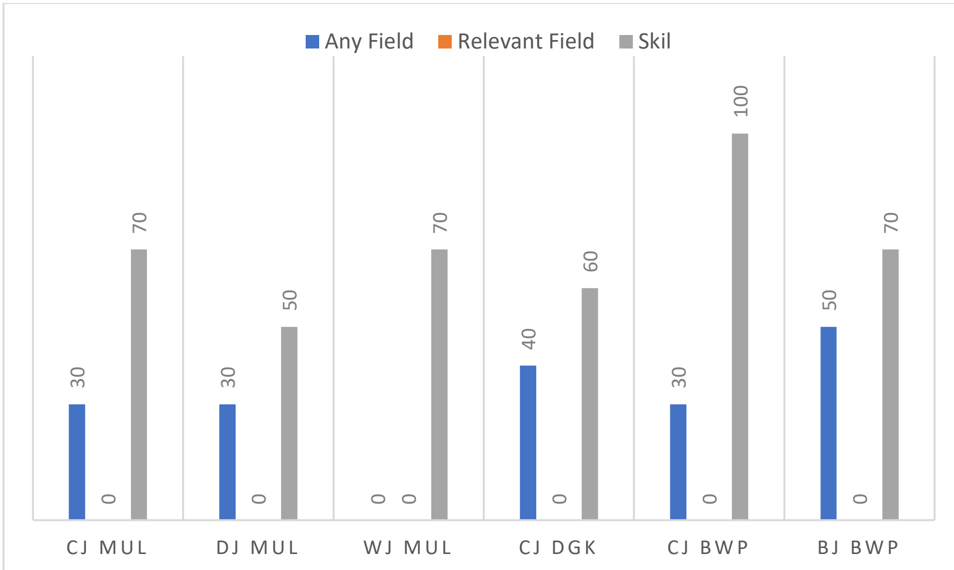

فیصد اسیر ان کی رائے ہے کہ اسیر ان کو مختلف ہنر کو بطور پیشہ اختیار کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیئے تا کہ وہ اپنے فارغ وقت کا مفید استعمال کر سکیں، یا اپنے اہلخانہ کی کفالت کر سکیں۔ جیل عملہ میں سے اس رائے سے 46.7 فیصد نے اتفاق کیا ہے۔ اسیر ان میں سے کسی نے اس رائے کا اظہار نہیں کیا کہ اسیر ان کو ان کے متعلقہ شعبوں میں ہی کام کرنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔ جبکہ عملہ میں سے 23.3 فیصد اہلکاران نے اس رائے کا اظہار کا۔ جبکہ 30 فیصد اسیر ان نے یہ رائے ظاہر کی کہ اسیر ان کو اس مقصد کے لئے کوئی بھی کام دیا جا سکتا ہے۔ اس رائے سے عملہ میں سے بھی 30 فیصد نے اتفاق کیا۔ مختلف ہنر کے مواقع فراہم کرنے کے حوالے سے اسیر ان میں سے سب سے زیادہ رائے سینٹرل جیل بہاولپور کے اسیر ان نے ظاہر کی۔ اس جیل کے تمام اسیر ان نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ جبکہ سب سے کم تناسب ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اسیر ان کا رہا۔ تاہم اس جیل کے نصف اسیر ان کی یہی رائے تھی۔ اسیر ان کو ان کے متعلقہ شعبہ یا دلچسپی کا کام فراہم کرنے کے حوالے سے اسیر ان نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ البتہ اس رائے کے اظہار میں کہ درج بالا مقصد کے حصول کے لئے اسیر ان کو کوئی بھی کام دیا جا سکتا ہے۔ سب سے زیادہ تعداد میں ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اسیر ان کی رہی۔ اس جیل کے نصف اسیر ان کی یہ رائے تھی۔ جبکہ اس رائے سے سینٹرل جیل بہاولپور کے اسیر ان نے اتفاق نہیں کیا۔ اس جیل کے تمام اسیر ان نے اس رائے کا منفی جواب دیا۔ مختلف ہنر کے مواقع فراہم کرنے کے حوالے سے عملہ میں سے سب سے زیادہ مثبت رائے زنانہ جیل ملتان کے اسیر ان نے ظاہر کی۔ اس جیل کے تمام عملہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ جبکہ سب سے کم تناسب سینٹرل جیل ڈی-جی-خان کے عملہ کا رہا۔ تاہم اس جیل کے 20 فیصد عملہ کی یہی رائے تھی۔ اسیر ان کو ان کے متعلقہ شعبہ یا دلچسپی کا کام فراہم کرنے کے حوالے سے ڈسٹرکٹ جیل ملتان، سینٹرل جیل ڈی جی خان اور سینٹرل جیل بہاولپور کے عملہ نے 40 فیصد رائے ظاہر کی جبکہ کم تعداد میں مثبت جواب زنانہ جیل ملتان اور بورسٹل جیل بہاولپور کے عملہ کا رہا۔ ان دونوں جیلوں کے عملہ نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ البتہ اس رائے کے اظہار میں کہ درج بالا مقصد کے حصول کے لئے اسیر ان کو کوئی بھی کام دیا جا سکتا ہے۔ سب سے زیادہ مثبت جواب بورسٹل جیل بہاولپور کے عملہ کا رہا۔ ان کی رائے 50 فیصد تھی۔ جبکہ زنانہ جیل ملتان میں سب نے منفی جواب دیا۔

9 فارغ وقت کے لئے (معاشی) مصروفیت

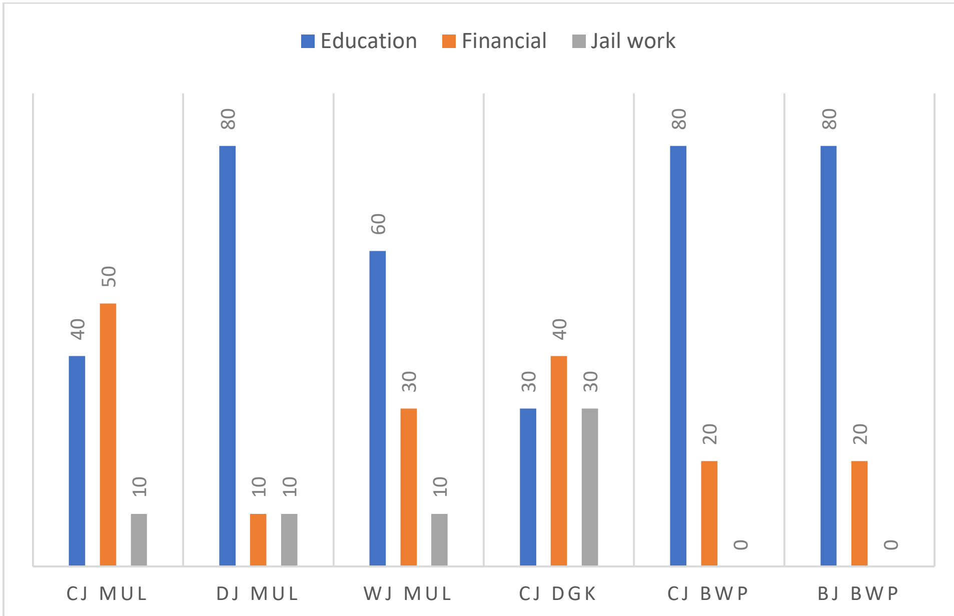

61.7 فیصد اسیر ان نے بتایا کہ وہ اپنے فارغ وقت کے لئے تعلیم میں مشغولیت کو ترجیح دیتے ہیں۔ جبکہ 28.3 فیصد اسیر ان نے معاشی سرگرمی میں مصروف رہنے کو زیادہ بہتر قرار دیا۔ جبکہ 10 فیصد اسیر ان کا خیال تھا کہ جیل کے انتظامی امور میں معاونت وقت کا بہتر مصرف ہے۔

تعلیم میں مشغولیت کے حوالے سے ڈسٹرکٹ جیل ملتان، سینٹرل جیل بہاولپور اور بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیر ان کا جواب 80 فیصد تھا۔ جبکہ کم ترین تناسب سینٹرل جیل ڈی جی خان کے اسیر ان کا تھا۔ اس جیل کے اسیر ان کا جواب 30 فیصد تھا۔

معاشی سرگرمی کو سب سے زیادہ سینٹرل جیل ملتان کے اسیر ان نے پسند کیا۔ اس جیل کے نصف اسیر ان کی یہ رائے تھی۔ جبکہ اس رائے کو کم ترین اہمیت ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اسیر ان نے دی۔ ان کی رائے 10 فیصد تھی۔

جیل کے انتظامی امور میں معاونت کے بارے میں مثبت رائے سینٹرل جیل ڈی جی خان کے اسیر ان نے دی۔ ان کی رائے 30 فیصد تھی۔ جبکہ سینٹرل جیل بہاولپور اور بورسٹل جیل بہاولپور کے اسیر ان نے اس رائے کو بالکل اہمیت نہیں دی۔

10 معاشی سرگرمی کی آمدن کا مصرف

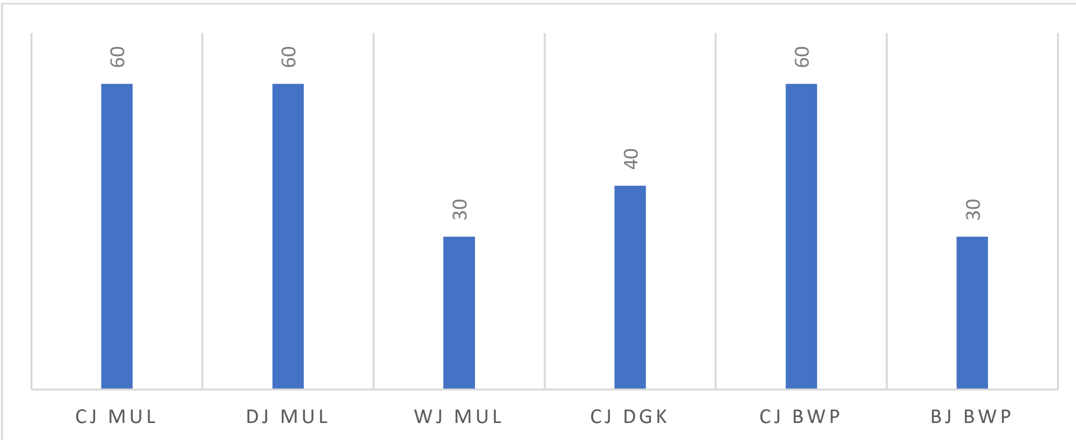

46.7 فیصد اسیران نے بتایا کہ دوران اسیری معاشی سرگرمی کی آمدن اگر ہو سکے تو وہ اس کو اپنے اہل خانہ کی کفالت کے لئے صرف کرنا پسند کریں گے۔ جبکہ 53.3 فیصد اسیران نے کہا کہ وہ اس کو دورانِ اسیری اپنی ضروریات کی فراہمی کے لئے صرف کرنا پسند کریں گے۔

اہل خانہ کی کفالت کے لئے صرف کرنے کے حوالے سے سینٹرل جیل ملتان، ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور سینٹرل جیل بہاولپور کے اسیران کی رائے 50 فیصد تھی۔ جبکہ کم تعداد میں مثبت جواب زنانہ جیل ملتان اور بورسٹل جیل ملتان کا تھا۔ ان دونوں جیلوں کے اسیران کی رائے 30 فیصد تھی۔

دوران اسیری اپنی ضروریات کی فراہمی کی رائے کو زیادہ اہمیت زنانہ جیل ملتان اور بورسٹل جیل ملتان کے اسیران نے دی۔ ان دونوں جیلوں کے اسیران کا مثبت جواب 70 فیصد تھا۔ جبکہ اس رائے کو کم ترین اہمیت سینٹرل جیل ملتان، ڈسٹرکٹ جیل ملتان اور سینٹرل جیل بہاولپور کے اسیران نے دی۔ تاہم ان کی رائے تھی 40 فیصد رہی

حاصلِ بحث:

قیدی کی عزیز و اقارب سے ملاقات سات یا پندرہ دن کے وقفے سے کرائی جاتی ہے۔ اہلِ خانہ سے علیحدہ ملاقات یا فیملی وزٹ (تین یا چھ ماہ بعد ایک ہفتہ خاندان کے ساتھ رہائش) کے لئے پاکستان کی کسی جیل میں تاحال کوئی انتظام نہیں ہے۔ عدالتی فیصلے کے تحت کچھ جیلوں؛ جیسا کہ سینٹرل جیل ملتان کے ساتھ اس غرض سے فیملی کوارٹرز تعمیر کر دیے گئے۔ مگر تعمیر کے بعد ان کو جیل سٹاف کے استعمال میں دے دیا گیا۔ اس معاملے میں جیل عملے کا تاثر یہ تھا کہ فیملی وزٹ ممنوعہ اشیا جیل میں لانے کا باعث بنے گا۔ دنیا کے بعض ممالک میں اسی وجہ سے فیملی وزٹ کو قیدی اور اس کی فیملی سب کی سٹرپ سرچ اور باڈی کیویٹی سرچ کے ساتھ مشروط رکھا ہوا ہے۔ نیز دیگر کئی مسائل ہیں لہٰذا پاکستان میں یہ قیدیوں کو یہ سہولت نہیں دی جا رہی۔

بیرونی دنیا سے رابطے کے لئے اسیران کو اخبارات و رسائل مہیا کیے جانے کا دعوی ہے۔ نصف تعداد میں قیدیوں نے اس سہولت کے میسر ہونے کے بارے میں بتایا ہے۔ یعنی یہ سہولت تمام اسیران کو میسر نہیں ہے۔ جیل سٹاف کے ایک تہائی ارکان نے تسلیم کیا کہ یہ سہولت فراہم نہیں کی جا رہی۔

قیدی سب سے زیادہ باقاعدگی سے اپنے گھروں میں رابطہ خط و کتابت کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ انتظامیہ کا دعویٰ ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے یہ رابطہ فراہم کرتے ہیں جبکہ قیدیوں نے جیل عملے کی دیانت داری پر اطمینان کا اظہار نہیں کیا۔

شریعت اسلامیہ میں قیدیوں کے معاشرتی ومعاشی حقوق

پی پی آر کے مطابق اگرچہ ٹی وی ہر بیرک میں موجود ہے مگر اکثر خراب ہوتے ہیں۔ قیدیوں سے معلوم ہوا کہ طویل عرصہ تک ٹھیک بھی نہیں کرائے جاتے۔ جیل میں ریڈیو کی سہولت بہت کم قیدیوں کو میسر ہے۔ انتظامیہ کے مطابق اسیر ان کے روئے، کردار، سابقہ ریکارڈ اور جرائم کی نوعیت میں شدت نہ ہونے کی بناپر یہ سہولت دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ ریڈیو کی فریکوئنسی کی وجہ سے منفی کاروئیاں کی جاسکتی ہیں۔ بیرکس میں قیدیوں کی آپس میں گپ شپ اور ان ڈور گیمز (لڈو وغیرہ) ہوتی ہے۔ تاہم جن اوقات میں بیرکس کھلے ہوتے ہیں ان اوقات میں دیگر کھیل بھی کھیل سکتے ہیں۔ مثلاً کئی جیلوں میں والی بال کے نیٹ موجود تھے۔

انڈر ٹرائل پرزنرز دن رات کے تمام اوقات فارغ ہوتے ہیں، قید بامشقت کے اسیر ان اپنی ذمہ مشقت کی ادائیگی کے بعد تفریحی سرگرمی اختیار کرسکتے ہیں۔ تاہم قیدیوں کا تاثر یہ رہاہے کہ مشقتی قیدی تو بالکل فارغ نہیں ہوتے اور اندر ٹرائل بھی جیل حکام کے مزاج کا شکار رہتے ہیں۔

پچاس فیصد قیدیوں کی رائے میں قیدیوں کا باہمی رویہ دوستانہ ہوتا ہے۔ مزید کسی قیدی نے یہ تسلیم نہیں کیا کہ اسیر ان کا باہمی رویہ ظالمانہ یا تحکمانہ ہوتا ہے۔ جبکہ جیل سٹاف کی رائے میں اسیر ان کا باہمی رویہ ہر طرح کا ہوتا ہے۔ غریب، لاوارث یا دور دراز کے قیدیوں کی روزمرہ کی ضروریات مثلاً صابن، چینی، جائے کی پتی اور تیل وغیرہ کچھ حد تک تو باہمی تعاون، کچھ مخیر حضرات کے تعاون اور کچھ حد تک جیل عملہ کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں۔ جیل میں نوعمر قیدیوں کے لئے خصوصی انتظامات کے حوالے سے بھی اسیر ان اور جیل سٹاف کی رائے مختلف ہے۔ عام طور ہر قیدی ان سے مطمئن نہیں ہیں۔ ماؤں کی وجہ بند بچوں کے لئے خوراک، کھیل اور تعلیم وتربیت کے حوالے سے زنانہ جیل ملتان میں کچھ نہ کچھ انتظام موجود ہے۔ جب کہ دیگر جیلوں میں خواتین کے عارضی قیام کی وجہ سے کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔

جیل میں نوعمر اسیر ان، عمر رسیدہ اسیر ان، بچے اور خواتین جن پر مشقت لازم نہیں ہوتی ان کو مصروف رکھنے کے لئے، ان کے اہل خانہ کی کفالت کے لئے یا جیل میں ان کے قیام کے دوران ان کی حالت کی بہتری کے لئے مختلف پیداواری نوعیت کے کاموں میں مصروف رکھنا چاہئے۔ اس رائے سے تمام اسیر ان نے اتفاق کیا۔ جبکہ سٹاف میں سے تقریباً نصف تعداد نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ اس مقصد کے لئے سٹاف اور اسیر ان نے مختلف ہنر اور پیداواری کاموں کے بارے میں مختلف تناسب سے رائے دی۔

اسیر ان نے فارغ اوقات کے لئے تعلیم، معاشی سرگرمی اور انتظامی امور میں معاونت کے بارے میں رائے دی۔ معاشی سرگرمی سے حاصل شدہ آمدن کے مصرف کے طور پر نصف سے کم اسیر ان نے اہل خانہ کی کفالت اور نصف سے کچھ زیادہ تعداد میں اسیر ان نے دورانِ اسیری اپنی ضروریات کی فراہمی کو ترجیح دی۔ یہ کام دیتے ہوئے قیدیوں کی فنی یا پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے مطابق کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ان کے لئے بھی انکی معاشرتی حیثیت اور جسمانی صلاحیت کار اور پیشہ ورانہ اہلیت کے مطابق کام میسر نہیں ہے۔ زیادہ تر قیدی کچن اور صفائی کی مشقت پر مامور ہیں۔ سروے کے مطابق آئی ٹی گریجویٹ صفائی کی مشقت پر مامور تھا، جبکہ سول انجینئر قیدیوں کو کلمہ نماز سکھانے میں معاون استاد مقرر تھا۔ اور مشقتی قیدیوں کے علاوہ اسیر ان کی دیگر تمام اقسام کے افراد جیلوں میں دن بھر فارغ رہتے ہیں اور دیگر منفی سرگرمیوں میں ملوث ہوتے رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ جیلوں میں دنگافساد، منشیات کی سمگلنگ، دیگر جرائم، جیل بغاوتوں اور رہائی کے بعد قوتِ کار کے مفلوج ہو جانے کی وجہ سے معاشرہ پر مزید بوجھ بننے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

جنوبی پنجاب کی چھ جیلوں کے سروے سے ریڈیو کی اجازت بہت کم قیدیوں کو حاصل تھی۔ باورچی خانے کی مشقت کرنے والوں کے پاس بھی باورچی خانے میں ہی تھا۔ بیرکوں میں اجازت نہیں تھی۔

جیل میں صفائی کا معیار عمومی طور پر بہت اچھا ہے۔ اسیر ان یا جیل عملہ میں سے کسی نے بھی صفائی کے معیار کو ناقص تسلیم نہیں کیا اور نہایت کم تعداد میں اسیر ان اور جیل انتظامیہ کے ارکان نے صفائی کے معیار کو درمیانہ درجہ کا تسلیم کیا ہے۔

درج بالا مباحث کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جنوبی پنجاب کی جیلوں میں اسلامی اصولوں کی عملداری بہت کم ہے۔ نیز معاشرت اور معیشت کے حوالے سے مقاصد شریعت اور اسلامی اصولوں کو جیلوں کے اصول و قوانین کرتے وقت بنیاد نہیں بنایا گیا۔ بنیادی انسانی حقوق اس صورتحال میں پامال ہو رہے ہیں۔ قیدی شریعت کی رو سے دیے جانے والے معاشرتی، عائلی، اور معاشی حقوق سے محروم ہیں۔

نتائج:

1 جیل میں اہلِ خانہ سے ملاقات کو مؤثر بنایا جائے۔ طویل المیعاد قیدیوں کے لیے فیملی وزٹ کے طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس میں درپیش مسائل کو باڈی کیویٹیز سرچز کے بجائے ایکسرے یا الٹرا ساؤنڈ کے طریقوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے یا اسی طرز پر مزید تحقیق کی جاسکتی ہے۔ نیز وزٹ سے واپسی پر کچھ وقت سیل میں رکھ کر جیل کے اندر ممنوعات کی ترسیل کو روکا جاسکتا ہے۔

2 بیرکس کے اندر قیدیوں کے وقت کا استعمال مفید بنایا جائے۔ اس کے لیے جیل کے موجودہ نظامِ تعلیم کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

3 ماہرینِ اخلاقیات، نفسیات اور معاشریات کے جیلوں میں دورے باقاعدہ کرائے جائیں۔

4 جیلوں میں ٹی وی کو تعلیمی اور تربیتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔

5 جیلوں میں ہنر سکھانے کا انتظام کیا جائے۔ مختلف اداروں یا فیکٹریوں سے رابطہ کے ذریعے جس جیل میں جس کام کے جاننے والے افراد زیادہ ہوں وہاں ان کو ان کا متعارف کام اجرت پر کرنے کو دیا جائے۔

6 اجرت بڑھائی جائے۔ قیدیوں کو اجرت کا ایک حصہ دیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو ایک حصہ ان کے اہل خانہ کو دیا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ اجرت کا کچھ حصہ ان کو رہائی کے وقت دیا جاسکے، تا کہ باہر جا کر کوئی کام کر سکیں۔

7 غیر مشقتی قیدیوں سے اپنی رضا سے کام کرنا چاہیں تو ان کی اجرت سے مشقتی قیدیوں کی نسبت کم حصہ محکمہ کے لئے رکھا جائے۔ وفقہاء دورانِ قید قیدی کے مالی امور میں تصرف کے حق کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک قیدی دورانِ قید ایسی خرید و فروخت بھی کر سکتا ہے جس کے لئے قید سے باہر نکلنا ضروری نہ ہو۔ قیدی حبہ صدقہ وغیرہ بھی کر سکتا ہے۔

8 قیدی کے چیک سائن کرنے کی پابندیاں ماہرین کے مشورے سے تبدیل کی جائیں۔ پاکستان پریزن رولز کی پانچ ہزار فی ہفتہ گھر والوں کو دینے کی حد اس مہنگائی کے دور میں انتہائی کم ہے۔

9 قید کو بطور سزا اختیار کرنے کا رواج کم سے کم کیا جائے۔ اس کے متبادل تلاش کیے جائیں۔ ججز کے جیلوں کے دورے کے موقعہ پر چھوٹے مقدمات نمٹانے کی روایت کو بڑھایا جائے۔ تا کہ جیلوں کا بوجھ بھی کم کیا جاسکے اور جیلوں سے پیدا ہونے والے معاشرتی نقصانات کو بھی کم کیا جاسکے۔

10 لاوارث قیدیوں کو سرکاری وکیل مہیا کیے جائیں۔ وکلاء کا ضابطہ اخلاق موثر کیا جائے۔

11 نظام جیل خانہ جات اور نظام عدالت میں بدعنوانی کے خاتمہ کے لیے غور غوص کرنے کے لیے مجاز اداروں اور افراد کی کمیٹیاں بنائی جائیں۔

[1] القرآن،الانسان(الدھر)، 8:76

[2] General Assembly resolution 45/111 December 14 1990, " Basic Principles for the Treatment of Prisoners" http:// www.un.org (accessed December 10, 2013)

[3] الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن سعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی، 1910، جز : 6، ص: 174؛ ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب القضا، دار احیاء التراث العربی، دمشق، 2002، جز:6، ص:413

[4] الفتاوی الھندیہ، مؤلف، لجنۃ العلماء بریاسۃ نظام الدین البلخی، دار الفکر، الطبعۃ الثانیہ، 1310ھ، جز:3، ص:318

[5] ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار، کتاب القضاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبع الثانیہ، 2011، جز:8، ص:55

[6] PPR Rule No 538-570

[7] پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2012، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ایوانِ جمہور لاہور، مئی 2013، ص:64

[8] 24-05-2015، انٹرویو، بحوالہ، فریدہ یوسف، قیدیوں کے سماجی اور عائلی حقوق کا تجزیاتی مطالعہ، القلم، شمارہ:2، دسمبر 2015، ص:280

9 پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2012، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ایوانِ جمہور لاہور، مئی 2013، ص: 88

[10] لجنۃ العلماء بریاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاوی الھندیہ، جز: 3، ص:418

[11] ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار، دار الفکر- بیروت، الطبع الثانیہ، 1992- کتاب القضاء، فصل فی الحبس، جز:ص:349

[12] ابو المعالی، برھان الدین، محمود بن احمد بن عبد العزیز، المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، 2004، باب، فی الحبس والملازمہ، جز: 8، ص:241

[13] لجنۃ العلماء، الفتاویٰ الھندیہ، جز: 3، ص:418

[14] PPR Rule No 58-570 بحوالہ، فریدہ یوسف، قیدیوں کے سماجی اور عائلی حقوق کا تجزیاتی مطالعہ، القلم، شمارہ:2، دسمبر 2015، ص:2 28

[15] بحوالہ انٹرویو، ڈی آئی جی جیل خانہ جات ملتان، رانا عبد الرؤف، (پیدائش: 1967) ملتان میں دوانیہ (23-07-2010 تا 14-08-2013)

16 القرآن، یوسف، 12 : 39

[17] PPR Rule No 232-249

[18] PPR Rule No 576

[19] PPR Rule No 996

[20] PPR Rule No 331,333

[21] PPR Rule No 622

[22] PPR Rule No 633

[23] غزالی، ابو حامد محمد، المستصفیٰ، دار الکتب العلمیہ، 1993، جز:1، ص:173

[24] ابن فرحون، ابراہیم بن علی بن محمد، برھان الدین عمری، تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیہ والمناہج، باب فصل فی مسائل فی باب المدیان، مکتبہ کلیات الازہریہ، 1986، جز:2، ص:205

[25] ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار، کتاب القضاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبع الثانیہ، 2011، جز:8، ص:56

[26] عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، باب قتل الساحر، المجلس العلمی الھند، 1403ھ، جز:7، ص:151، حدیث نمبر:12593

[27] ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، دار الفکر بیروت، 1992، فصل فی الحبس، جز:5، ص:377

[28] ابن قدامہ ابو محمد موفق الدین، محمد بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاھرہ، 1968، جز:7، ص:308

[29] افضل حیدر، سید، اصلاح قیدیان و جیل خانہ جات، رپورٹ و سفارشات، اسلامی، نظریات کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد، 2009، ص:38، بحوالہ فریدہ یوسف، قیدیوں کے سماجی اور عائلی حقوق کا تجزیاتی مطالعہ، القلم، شمارہ:2، دسمبر 2015، ص:289

[30] Dr. M Aslam Khaki vs The State, PLD 2010, p. 18 م

[31] پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2012، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ایوانِ جمہور لاہور، مئی 2013، ص:64

[32] From May 25, 2015 til date

[33] M. Margaret Mckeown, "Strip searches are alive and well in America" Human Rights, 12, No. 3 (1985): 42.

[34] القرآن، النبا،78:11

[35] القرآن، النجم، 53:39

[36] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی، دالمختار علی الدر المختار، جز:5، ص78:3

ابن قدامہ ابو محمد موفق الدین، محمد بن احمد، المغنی، جز:4، ص:495، المدونۃ الکبریٰ، جز:4، ص:61، البحر الرائق، جز:6، ص:203

[37] لجنۃ العلماء، الفتاویٰ الھندیہ، جز:3، ص:418

الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن سعود، الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، 1986، جز:6، ص:181

المبسوط، جز:20، ص:690

38 ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ج:2، ص:430

39 الموسوعہ الفقھیہ، جز:16، ص:322

[40] عبد العزیز عامر، ڈاکٹر، التعزیر فی الشریعہ الاسلامیہ، شرکۃ مکتبہ و مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، طبعہ ثالثہ، 1985، جز:2، ص:139

[41] الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جز:7، ص:174

42 ابن عابدین، محمد امین، رد المختار، جز:6، ص:661

43 PPR Rule No 84

44M Aslam Khaki Vs State, PLD (2010) FSC

45 الکاسانی، علاؤالدین، ابو بکر بن سعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جز:7، ص:174، 175

46 ابن عابدین، محمد امین، رد المختار، جز:3، ص:578، بحوالہ، فریدہ یوسف، قیدیوں کے خاندانوں کی کفالت: عصری صورتحال اور اسلامی تعلیمات، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، شمارہ 2، دسمبر 2017، ص:141

[47] 2021-03-05 موجودہ حالات کی معلومات جنوبی پنجاب کی جیلوں سے بعذریعہ ٹیلی فونک رابطہ حاصل کی گئیں۔